104534 - بيوى خاوند سے عليحدگى چاہتى ہے اور خاوند نہيں چاہتا اور حكومت ان كے عقد نكاح كو تسليم نہيں كرتى

سوال

ايك عورت نے ايك مسلمان شخص سے شادى كى اور جرمنى ميں اسلامى عقد نكاح كو سركارى طور پر تسليم نہيں كيا جاتا، اب عورت اپنے خاوند سے طلاق حاصل كرنا چاہتى ہے ليكن خاوند طلاق نہيں دينا چاہتا وہ كہتا ہے كہ وہ عورت استطاعت نہيں ركھتى، ہميں كيا كرنا چاہيے ؟

پسنديده جواب

الحمد لله.

اول:

جب عقد نكاح كى شروط اور اركان پورے ہوں تو عقد نكاح صحيح ہے، چاہے وہ سركارى طور پر رجسٹر نہ بھى كرايا گيا ہو.

ليكن يہاں يہ تنبيہ كرنا ضرورى ہے كہ سركارى طور پر نكاح رجسٹر كرانے ميں كوتاہى اور سستى نہيں كرنى چاہيے تا كہ اس كے نتيجہ ميں يہ كھيل نہ بن جائے، يا پھر خاوند اور بيوى ميں سے كوئى ايك اس عقد نكاح سے انكار نہ كر سكے.

دوم:

بغير كسى شديد ضرورت و حاجت كے عورت كے ليے طلاق كا مطالبہ كرنا جائز نہيں.

ثوبان رضى اللہ تعالى عنہ بيان كرتے ہيں كہ رسول كريم صلى اللہ عليہ وسلم نے فرمايا:

" جس عورت نے بھى بغيرى كسى تنگى اور ضرورت كے اپنے خاوند سے طلاق كا مطالبہ كيا تو اس پر جنت كى خوشخبو حرام ہے "

سنن ترمذى حديث نمبر (1187) سنن ابو داود حديث نمبر (2226) سنن ابن ماجہ حديث نمبر (2055) علامہ البانى رحمہ اللہ نے صحيح ابو داود ميں اسے صحيح قرار ديا ہے.

شیخ محمد بن صالح عثیمین رحمہ اللہ سے درج ذیل سوال دریافت کیا گیا:

کیا کوئی ایسی شرعی دلیل ملتی ہے جس میں بغیر کسی شرعی سبب کے طلاق کا مطالبہ کرنے والی پر لعنت کی گئی ہو؟

شیخ کا جواب تھا:

" لعنت والی حدیث تو مجھے یاد نہیں، لیکن اس سلسلہ میں شدید قسم کی وعید ضرور آئی ہے اور وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان ہے:

" جس عورت نے بھی بغیر کسی تنگی و ضرورت کے طلاق کا مطالبہ کیا تو اس پر جنت کی خوشبو حرام ہے "

یہ بہت شدید وعید ہے؛ کیونکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان کیا ہے کہ اس عورت پر جنت کی خوشبو حرام ہے، چنانچہ یہ بہت شدید وعید ہے، اس لیے عورت پر واجب ہے کہ وہ اپنے متعلق اللہ کا ڈر اختیار کرے، اور اپنے خاوند کے بارہ میں بھی اللہ کا تقوی اختیار کرے، اور کسی شرعی سبب کے بغیر طلاق کا مطالبہ مت کرے.

لیکن بعض اوقات عورت اپنے خاوند کو ناپسند کرنے کی وجہ سے خاوند کے ساتھ رہنے پر صبر نہیں کر سکتی، جیسا کہ ثابت بن قیس بن شماس رضی اللہ تعالی عنہ کی بیوی تھی، اور اس کا قصہ آگے بیان ہوا گا.

دیکھیں: لقاءات الباب المفتوح (8) سوال نمبر (18).

یہاں اس پر متنبہ رہنا چاہیے کہ عورت کے لیے ممنوع تو یہ ہے کہ وہ بغیر کسی تنگی و حاجت کے طلاق کا مطالبہ کرے، لیکن اگر وہ خاوند کے کسی اخلاقی برائی کی بنا پر یا پھر حقوق زوجیت میں کوتاہی کی وجہ سے خاوند کے ساتھ رہنے کو ناپسند کرتے ہوئے طلاق مانگتی ہے تو اس کے لیے جائز ہے.

اور طلاق کے ساتھ ساتھ وہ اپنے سارے مالی حقوق بھی حاصل کریگی، لیکن اگر یہ ناپسندیدگی اس کی اپنی جانب سے ہو اور خاوند کی جانب سے نہ ہو اور خاوند میں دینی یا اخلاقی عیب کے بغیر وہ اپنے خاوند کے ساتھ رہنے کی استطاعت نہ رکھتی ہو تو وہ طلاق کا مطالبہ نہیں کریگی بلکہ وہ خاوند سے خلع حاصل کریگی.

اس طرح بیوی اپنے خاوند کو سارا مہر ادا کریگی اور اس پھر خاوند اسے چھوڑ دیگا.

شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ سے درج ذیل سوال کیا گیا:

ایك شخص نے شادی کی اور کچھ ایام کے بعد ہی بیوی نے اس سے طلاق کا مطالبہ کر دیا، حالانکہ خاوند اسے اپنی

عصمت میں رکھنا چاہتا تھا، تو وہ بیوی کو دخول کے بعد کہنے لگا: اگر تم چاہتی ہو تو خلع لے لو، چنانچہ بیوی نے معاملہ عدالت میں پیش کر دیا اور طلاق حاصل کر لی، حالانکہ وہ بیوی کو اپنے ساتھ رکھنا چاہتا تھا، تو کیا یہ طلاق واقع ہو جائیگی ؟

شیخ رحمہ اللہ کا جواب تھا:

" اس عورت نے اپنے خاوند سے خلع طلب کیا ہے - اور خلع یہ ہے کہ: خاوند اپنی بیوی کو کسی معاوضہ کے عوض میں جدا کرے، چاہیے وہ عوض بیوی ادا کرے یا پھر اس کے والد کی جانب سے ہو، یا کسی اور اجنبی شخص کی جانب سے - ہم کہتے ہیں:

اول:

عورت کے لیے اپنے خاوند سے شرعی سبب کے بغیر طلاق کا مطالبہ کرنا حلال نہیں؛ کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

" جس عورت نے بھی اپنے خاوند سے بغیر کسی تنگی و حاجت کے طلاق مانگی اس پر جنت کی خوشبو حرام ہے "

لیکن اگر طلاق طلب کرنے کا کوئی شرعی سبب ہو مثلا بیوی اپنے خاوند کو اس کے دین میں خرابی کی وجہ سے ناپسند کرتی ہو، یا پھر اس کے اخلاق کی وجہ سے، یا پھر وہ اس کے ساتھ نہ رہ سکتی ہو اگرچہ دو دینی اور اخلاقی طور پر صحیح ہو تو اس صورت میں طلاق طلب کرنے میں کوئی حرج نہیں.

لیکن اس حالت میں وہ خاوند سے خلع حاصل کریگی یعنی خاوند اسے جو کچھ دیا ہے وہ اسے واپس کریگی اور پھر نکاح فسخ کر دیا جائیگا.

اس کی دلیل یہ ہے کہ:

ثابت بن قیس رضی اللہ تعالی عنہ کی بیوی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آ کر عرض کرنے لگی:

اے اللہ تعالی کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نہ تو میں ثابت بن قیس کے دین میں عیب لگاتی ہوں اور نہ ہی اخلاق میں لیکن میں اسلام میں کفر کو ناپسند کرتی ہوں، تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

" کیا تم اس کا باغ واپس کرتی ہو ؟

ثابت بن قیس نے بیوی کو باغ مہر میں دیا تھا.

وہ كہنے لگى: جى ہاں اے اللہ تعالى كے رسول صلى اللہ عليہ وسلم.

چنانچہ رسول كريم صلى اللہ عليہ وسلم نے فرمايا:

اے ثابت تم باغ قبول كر كے اسے ايك طلاق دے دو "

اس قصہ سے علماء كرام نے يہ اخذ كيا ہے كہ اگر عورت اپنے خاوند كے ساتھ رہنے كى استطاعت نہ ركھتى ہو تو عورت كا ذمہ دار اور ولى اس كے خاوند سے خلع دينے كا مطالبہ كر سكتا ہے، بلكہ وہ اسے اس كا حكم دے.

بعض علماء كا كہنا ہے: اس سے خلع كرنا لازم ہے؛ كيونكہ اس حالت ميں اس پر كوئى ضرر اور نقصان نہيں؛ كيونكہ اس نے جو مہر اسے ديا ہے وہ اسے واپس مل جائيگا، اور اسے راحت ديگا.

ليكن اكثر علماء كرام كا كہنا ہے:

اس سے خلع كرنا لازم نہيں آتا، ليكن اس كے ليے خلع كرنا مندوب ہوگا اور اسے اس كى رغبت دلائى جائيگى، اور خاوند كو كہا جائيگا:

" جس كسى نے بھى كوئى چيز اللہ كے ليے چھوڑى تو اللہ تعالى اسے اس كا نعم البدل عطا فرمائيگا "

ميرى رائے ميں اب ہمارے سامنے ايك مشكل ہے: اس عورت كا اس شخص كى عصمت ميں رہنا اسے كسى دوسرے شخص سے شادى كرنے ميں ركاوٹ اور مانع ہے، اور عدالت كے فيصلہ كے مطابق اسے خاوند سے طلاق حاصل ہوئى ہے، اور جب اس كى عدت ختم ہو جائے تو اس كے ليے شادى كرنا جائز ہوگا ميرى رائے يہ ہے كہ اس مشكل سے نكلنے كے ليے اہل خير اور اصلاح پسند افراد كو آگے بڑھ كر اس مسئلہ كو حل كرنا چاہيے تا كہ وہ خاوند اور بيوى كے مابين صلح كرائيں.

وگرنہ بيوى كو چاہيے كہ وہ اپنے خاوند كو عوض ادا كرے تا كہ يہ شرعى طور پر خلع ہو جائے " انتہى

ديكھيں: لقاءات الباب المفتوح (54) سوال نمبر (1).

خلاصہ يہ ہوا كہ:

خاوند اور بيوى كے مابين ـ جيسا كہ ظاہر ہے ـ عقد نكاح صحيح ہے، اور بغير شرعى ضرورت كے بيوى كے ليے خاوند سے طلاق طلب كرنا جائز نہيں، اگر تو بيوى اپنے خاوند كى وجہ سے اس كے ساتھ رہنا پسند نہيں كرتى تو وہ طلاق كا مطالبہ كر سكتى ہے اور اپنے سارے حقوق بھى حاصل كريگى.

لیکن اگر خاوند کے ساتھ رہنے کی ناپسندیدگی کا سبب بیوی کی جانب سے ہے تو پھر وہ خاوند سے خلع لے سکتی ہے اور بہتر یہی ہے کہ خاوند خلع کو قبول کر لے اور اس سے انکار نہ کرے.

ہم دونوں کو یہی مشورہ دیتے ہیں کہ وہ اس مسئلہ کو حل کرنے کے لیے اہل علم اور اہل خیر و صلاح جو حکمت بھی رکھتے ہوں اور اصلاح کرانے والے ہوں کو درمیان میں ڈالیں، اور اگر معاملہ کسی بند راہ پر پہنچ جائے اور ان کی آپس میں صلح نہ ہو تو وہ عورت کسی اور سے اس بنا پر شادی نہیں کر سکتی کہ جرمن حکومت اس نکاح کو تسلیم نہیں کرتی.

بلکہ اس کے اور خاوند کے مابین کتاب و سنت کے مطابق علیحدگی ہونا ضروری ہے، اس صورت میں خاوند اور بیوی دونوں ہی کسی اسلامك سینٹر جا کر اپنی مشکل کو شرعی احکام کے مطابق حل کروائیں.

واللہ اعلم .